بسم اللہ الرحمن الرحیم

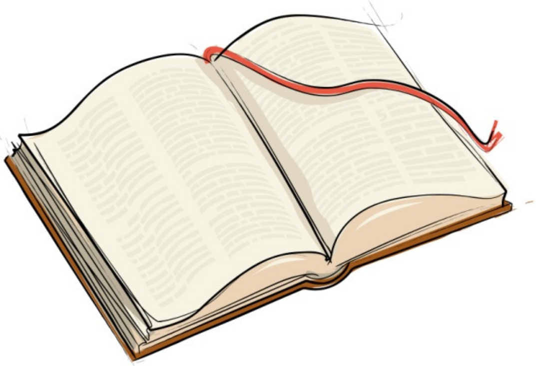

انبیائے کرام اور پیشین گوئیاں

جناب دوست جالندھری

Prophets and Prophecies

Rev .Dost Jalandhri

1st Time Published in March 20th 1963
January 12th 2007
www.noor-ul-huda.org

یہ بات اکثر ہمارے مشاہدہ میں آئی ہے کہ لوگ مختلف مطالب کے لئے ایک ہی قسم کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔اور یہ بات خصوصیت سے اُس وقت وقوع پذیر ہوتی ہے جب ایک زبان سے دوسری میں تراجم کئے جاتے ہیں۔اور دوسری زبان میں استعمال کیا گیا لفظ اصل زبان کا صحیح بدل نہیں ہوتا۔ہاں اصل لفظ کے صحیح بدل سے کچھ کچھ ملتا جلتا ضرور ہوتا ہے۔مثال کے طور پر جب ایک ہندو اور ایک مسیحی انگریزی میں بات کرتے ہیں تو وہ دونوں لفظ (Incarnation) انکارنیشن استعمال کرتے ہیں۔لیکن دونوں کے نزدیک اس کا مفہوم مختلف ہوتا ہے۔مسیحی کے نزدیک اس الھطی تجسم اور ہندو اسی لفظ کو "اوتار" کے معنوں میں استعمال کرتا ہے اور اسی لئے سمجھدار مسیحی ہندی زبان میں مسیح کی ذاتِ بابرکات کے لئے "اوتار" کے لفظ کو کبھی استعمال نہیں کرتے۔اسی طرح ہندو اور مسیحی کے نزدیک تخلیقِ آدم کا تصور قطعی مختلف ہے گو کہ ایک سا لفظ اس مطلب کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

دوسرا لفظ جو مختلف الخیال لوگوں کی زبان میں مختلف مطالب کا حامل ہے وہ انگریزی لفظ (Prophet) پرافٹ ہے۔اور یہاں یہ مسیحیت اور اسلام کے درمیان (یہودیت) مستعمل ہے اور عزت اور احترام کا بہت منصب قرار دیا گیا ہے۔یہ امر واقعی ہے کہ اہلِ اسلام کی نگاہ میں پیغمبر کا منصف نہایت ارفع واعلیٰ ہے جو کسی برگزیدہ انسان کو عطا کیا گیا یا کیا جاسکتا ہے۔اب ہمیں اس امر پر غور کرنا چاہیے کہ مسیحی اس لفظ کے مطلب کو س طرح سمجھتے ہیں یا اس لفظ کے کیا معنی لیتے ہیں۔آیئے اب ہم اِن ہستیوں کی قابلیت یا خاصیت پر غور کریں جنہیں مسیحی پیغمبر یا انبیاء قرار دیتے ہیں۔

انبیائے کرام اور پیغمبروں کے متعلق عام لوگوں میں پہلا تاثر اور گمان یہی ہوتا ہے کہ یہ برگزیدہ ہستیاں روشن ضمیر اور مستقبل قریب و بعید کے حالات وواقعات سے باخبر ہوتی ہیں اور اُن بزرگوں کی زبانِ مبارک کے اکثر وبیشتر مستقبل سے متعلق بیانات اظہار ہوتی ہیں اوران بزرگوں کی زبان مبارک کے اکثر وپیشتر مستقبل سے متعلق بیانات کا اظہار بھی ہوتا رہتا ہے۔ لفظ "پیشین گوئی" کا اطلاق آج کل سرکاری محکمہ موسمیات کی قبل از وقت اطلاعات کے معنوں میں بھی بے تکلفی سے استعمال کیا جاتا ہے۔ بائبل مقدس کے بنگالی ترجمے میں لفظ "بھا بادی" غالباً یہیں سے مستعار لیا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ملک کی دوسری بولیوں میں بھی اس سے ملتا جلتا کوئی لفظ مستعمل ہو۔

لیکن جب ہم بنگالی کے اصل نسخہ سے رجوع کرتے ہیں تو وہاں لفظ "نبی" کے معنی "بولنے والا" یا خطیب آئے ہیں۔ یہ بات بھی قطعی صحیح اور برحق ہے کہ بہت سے مواقع پر، نبیوں اور انبیائے کرام نے مستقبل میں پیش آنے والے حالات وواقعات کی پیشینگوئیاں کی ہیں۔ خواہ اِن پیشین گوئیوں کا تعلق مستقبل قریب سے ہو یا مستقبل بعید سے۔ لیکن یہاں سوالات زیرِ بحث یہ ہے کہ ان برگزیدہ ہستیوں کا بنیادی اور پہلا فرض محض پیشین گوئیاں کرنا ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام یا وحی کی قوت کے ذریعہ لوگوں تک خدا کے پاک کلام اور اُس کی مرضی کا پہنچانا ہے۔ بالخصوص دنیا کے بادشاہوں، جابر حاکموں اور اختیار والوں کے کانوں تک خدا کی آواز کو پہنچانا تاکہ یہ لوگ خدا کی مرضی اور اُس کے فرمان سے آگاہی حاصل کریں۔

دوسری صدی عیسوی میں جب یہودیوں کی کتابِ مقدس یعنی ہمارا پرانا عہد نامہ یونانی زبان سے ترجمہ کیا گیا تو عبرانی نسخہ سے لفظ "نبی" بھی لے لیا گیا اور اس طرح یہ لفظ انگریزی زبان میں (Prophet) پروفٹ بن گیا۔

اسی طرح یہ لفظ قدیم یونانی فرمانوں میں بھی استعمال کیا گیا ہے مثال کے طور پر ڈلفی کے مقام پر نرسنگا پھونکنے والے کو، (جو کلام غیب کا اظہار مبہم اور سمجھ میں نہ آنے والے الفاظ میں کیا کرتا تھا) (Prophet) کہا گیا ہے۔ قدرتی بات ہے کہ جن محققین نے ان قدیم کتابوں سے استفادہ کیا۔ اُنہوں نے پیشین گوئیوں سے متعلق اس لفظ کو غلط معنوں میں لے لیا اور اس لفظ کو اعلیٰ اور ارفع معانی کو فراموش کر دیا۔

غیب دان

حتیٰ کہ اسرائیلیوں میں بھی انبیائے کرام کے اعلیٰ وارفع مقام کے مقبول تصور سے کہیں کہیں گریز پایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر جب ساؤل نے اپنے باپ کے گم شدہ گدھوں کی تلاش کے لئے بھیجا جاتا ہے اور تین دن کی مسلسل تلاش کے بعد بھی وہ اُنہیں ڈھونڈھ نہیں پاتا اور سمجھتا ہے کہ شاید اب میرا باپ گدھوں کی فکر بھول بیٹھا ہو اور اب میرے متعلق فکر منداور پریشان ہو تو وہ واپسی کا ارادہ کرتا ہے۔ تب وہ نوکر جو گدھوں کی تلاش میں اُسکے ہمراہ تھا ساؤل کو صلاح دیتا ہے کہ وہ سیموئیل نبی سے مل کر گدھوں سے متعلق معلوم کر لے، جہاں سے اُن کو جواب ملتا ہے کہ گم شدہ گدھے مل جائیں گے (ا۔ سیموئیل ۹ باب)۔

اسی بیان کے درمیان ایک اور قصہ بھی مرقوم ہے کہ سیموئیل جو اپنے زمانے کا ایک نامور نبی تھا۔ اپنے ابتدائی ایام میں ایک غیب دان کے طور پر جانا جاتا تھا یعنی محض ایک روشن ضمیر انسان جو مستقبل کی باتیں بتا سکتا ہے۔ ایسی باتیں جو ایک عام آدمی نہیں بتا سکتا۔ (ا۔ سیموئیل ۹: ۹) اور اس ادنیٰ تاثر سے انبیائے کرام کے متعلق بھی اسرائیلیوں میں یہ خیال رواج پا گیا۔ حتیٰ کہ حضرت ابرہام اور حضرت موسیٰ جیسی برگزیدہ ہستیوں سے متعلق جن کو خدا کی طرف سے غیب بینی کی عظیم قوت عطا کی گئی تھی۔ یہی فرض کر لیا گیا۔

مردِان خدا

انبیائے کرام کا ابتدائی منصب اور فریضہ ہی یہ تھا کہ وہ اپنی نیک اور پاکیزہ شخصیت اور عظیم قوتِ الٰہی کے ذریعہ جو اُنہیں ودیعت کی گئی تھی اعلیٰ مقام اور شخصیت کے حامل تھے اور عام معنوں میں خدا کی طرف سے بولنے والے یا اُس کے ترجمان تھے جو اس منتخب بندوں تک اُس کلا کلام پہنچاتے تھے۔ مثال کے طور پر جنابِ موسیٰ جنہیں خدا کی جانب سے شریعت ملی کہ وہ اُس کے بندوں تک پہنچائے اور اُنہیں نصیحت کرے کہ وہ کس طرح خدا کے فرمانوں کی تعمیل بجالا سکتے ہیں۔ حقیقتاً حضرت موسیٰ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان اعزاز بخشا گیا جو دوسرے نبیوں کو نہیں دیا گیا۔ کہ خدا نے موسیٰ پر اپنا جلال ظاہر کیا اور اُسکے ساتھ رُوبرُو کلام کیا جس طرح ایک شخص اپنے دوست سے باتیں کرتا ہے (خروج ۳۳: ۱۱)۔

یہاں ہمیں ایک فقرہ "مردانِ خدا" بھی ملتا ہے جو بہت سے نبیوں کے متعلق استعمال کیا گیا۔ مثلاً سیموئیل، موسیٰ، ایلیاہ، الیشع اور کئی دوسرے اور یہ سب برگزیدہ لوگ تھے جنہیں کسی نہ کسی شکل میں الٰہی قربت حاصل تھی، الٰہی عرفان تھا، نیکی بدی اور بُرے بھلے کی تمیز بدرجہ اتم تھی۔ نیکیوں کی تلقین کرنا، الٰہی فرمانوں کی تعمیل میں کوشاں رہنا اور خدا کی خوشنودی کے حصول کی خواہش اُن سب کا اولین فریضہ تھی۔

سماجی انصاف

اسرائیل میں انبیائے کرام کے لئے ایک عظیم ترین کام یہ بھی تھا کہ وہ انسان کو اُن کا یہ فریضہ بھی بتائیں کہ اُنہیں اپنے پڑوسیوں کے ساتھ کس طرح رہنا چاہیے اور اُن کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیے اور یہ کہ مذہب اور ذاتِ خود رسم ورواج سے بہت بلند ترین چیز ہے۔ عبادت دعا اور ایثار کے ذریعہ ہمارا راستہ خدا سے مستحکم ہوتا ہے۔ مقدس یعقوب اپنے خط میں رقم طراز ہے کہ "ہمارے پروردگار کے نزدیک خالص اور بے عیب دین داری یہ ہے کہ یتیموں اور بیواؤں کی مصیبت کے وقت ان کی خبر لیں اور اپنے آپ کو دنیا سے بے داغ رکھیں۔ (خطِ یعقوب ۱: ۲۷)۔

پرانے عہد نامے میں سب سے زیادہ نڈر بے باک اور دبنگ نبی حضرت ایلیاہ تھے جو اسرائیل کے جابر بادشاہ اخی اب کے آگے سینہ تان کر کھڑے ہو جاتے اور للکار کہتے ہیں کہ وہ غیر از خدا کی پرستش ترک کردے اور سوائے خدا تعالیٰ کے اور معبودوں کی پرستش نہ کرے۔ دوسری مرتبہ جب اخی اب ای آدمی سے خطہ زمین حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ اپنی موروثی زمین بادشاہ کے حوالے کردے ورنہ شائد اُسے قتل بھی کردیا جائے۔ اُس وقت ایلیاہ نبی ہی تھا جو اخی اب بادشاہ کے سامنے ڈٹ گیا اور کہنے لگا تیرا یہ فعل خدا کی نظر میں مکرو اور قابل مواخذہ ہے۔ قطع نظر اس سے کہ دنیادار انسان خواہ وہ کتنی بڑی ہی شخصیت کیوں نہ ہو، جابر حاکم یا ظالم بادشاہ، مردانِ خدا، انبیائے کرام اور حق گو ہستیاں اعلائے کلمۃ الحق اور حقیقت کے اظہار میں کبھی نہیں ڈریں، خواہ اُن کے ایسا کرنے سے اُن پر حاکم نے مصیبتیں، دکھ اور صعوبتیں کھڑی کردیں حتیٰ کہ موت بھی اُن پاکیزہ اور برگزیدہ لوگوں کو مرعوب نہ کرسکی۔ عاموس نبی نے اُن قاضیوں کو سخت ملامت کی اور ڈانٹا جو غریبوں کے خلاف امیروں کے حق میں مقدمے کا فیصلہ دیا کرتے تھے اور رشوت خورتے۔ اسی طرح یسعیاہ اور عاموس نبی نے عیاشوں اور شرابیوں کی بھی مذمت کی۔ تمام صحائف انبیاء کو پڑھ جایئے شروع سے آخر تک آپ دیکھیں گے کہ جہاں بھی حاکمانِ وقت نے، جابر بادشاہوں نے، غریبوں پر زیادتی کی، ظلم کئے وہاں وہاں انبیائے کرام نے ان کو سختی سے ٹوکا اور تنبیہ کی۔

ہمیشہ سچائی اور نیکی کی تلقین کی کہ انسان خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، امیر یا غریب، اُن کے درمیان بے انصافی گوارا نہ کی۔ کوئی ناجائز مزاحمت جائز قرار نہ دی اور ہمیشہ خوفِ خدا کو ملحوظ رکھا۔

کل جہان کا حاکم

چونکہ ان برگزیدہ، بندوں کو الٰہی عظمت اُس کی بزرگی اُس کی محبت اور اُس کی پاکیزگی کا عرفان بخشا گیا تھا۔ وہ مجبور ہوتے تھے کہ اپنی مرضی کی بجائے اُن لوگوں پر جن کی روزمرہ کی زندگیاں ان کے مطالعہ میں تھیں خدا کی مرضی اور اس کے فیصلے کو بیان کریں۔

اور منشائے الٰہی بھی یہی ہوتا تھا کہ خدا اپنے ان بندوں کے ذریعہ اپنا پیغام اپنے لوگوں تک پہنچائے۔ خدا تعالیٰ اُنہیں ایسی روشن ضمیری اور نگاہ حق بین عطا کرتا تھا جس کے ذریعہ منشائے الٰہی اُن پر منکشف ہو جاتا تھا اور اکثر مرتبہ تکلیف دہ اور ناگوار پیغامات بھی اُن گنہگار اُمتوں تک پہنچانے کی اہم خدمت انجام دیتے تھے جن کی طرف یہ نبی بھیجے جاتے تھے اور آج اس سائنسی اور ایٹمی دور میں بھی ان انبیائ کرام کے وہ نوشتے ہمارے لئے لازوال برکتوں کے ساتھ ساتھ مشعلِ راہ بھی ہیں۔ آج بھی وہ کون سی اُمت ہے جو دل پر ہاتھ رکھ کر کہہ سکے کہ وہ الٰہی مرضی بجالانے میں کامل ہے اور اُس کے درمیان بغض وحسد لالچ، منافقت اور رشوت جیسے عظیم گناہ نہیں ہیں۔ وہ صراطِ مستقیم جو پیغمبروں نے دکھایا ہے اُسے طے کرنا آسان بھی تو نہیں۔ لیکن سکون قلب اور ابدی راحت سرچشمہ بھی تو وہی ہے۔ نجات کا وہ کام جو دیانتداری اور فرمانبرداری سے پُرانے عہد نامے میں اسرائیل کے درمیان شروع کیا گیا تھا اُسی کو نئے اسرائیل یعنی مسیحی کلیسیا کے ڈھانچے میں محفوظ رکھا جیسا کہ عبرانیوں کے خط میں مرقوم ہے "اگلے زمانے میں خدا نے باپ دادا سے حصہ بہ حصہ اور طرح بہ طرح نبیوں کی معرفت کلام کیا اور اس زمانے کے آخر میں ہم سے بیٹے کی معرفت کلام کیا" انسان کی آخری منزل کو نشان ہے جسے سنگِ میل کے طور پر ہر ایک نے استعمال کیا تا کہ ہم سمجھ سکیں۔ تمام بنی نوع انسان کی اُمید اور نجات سید نا عیسیٰ مسیح ہی کے وسیلہ سے ہے۔

(تلخیص وترجمہ از "ایپفنی"۔ کلکتہ)